کرنے کے لیے لبیک کہتے ہوئے نظر آتے تھے ـــــ تہہا تے ناتواں اپنے آپ کو توانا محسوس کرنے لگے تھے ـــــ خود کو بے بس سمجھنے والے اقتدار کی دہلیز کو چھونے لگے تھے۔ کونوں کھدروں میں دبکے ہوئے افراد سینے تانے باطل کو للکارنے لگے تھے۔ اغیار کی بیسا کھیوں کا سہارا لینے والے اپنے مسلکی پرچم تلے جمع ہونے لگے تھے۔ پراگندہ و منتشر افراد شجر اتحاد سے وابستہ ہو کر بہار کی امید کرنے لگے تھے۔

جہدِ مسلسل تھی یا ایک طوفان تھا کہ مخالفین کی مخالفتیں ـــــ اعداء کی سازشیں۔ اربابِ باطل کی تدبیریں خس و خاشاک کی طرح بہنے لگی تھیں ـــــ گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ بار سے آپ نے خطاب کیا تو ایک وکیل بار سے نکلتے ہی کہنے لگا " اس شخص کو اگر دس سال مزید مل گئے تو یہاں نہ کوئی مذہبی قوت رہے گی نہ سیاسی، یہ سب کو بہا کر لے جائے گا"

اور حقیقت ہے تمام مذہبی و سیاسی قوتیں انگشت بدنداں اور اپنے مستقبل کی فکر میں غلطاں تھیں ـــــ حریف پریشانی کے عالم میں اپنی پیشانیوں سے پسینہ پونچھتے نظر آتے تھے ـــــ بہت سوں کے اقتصادی مفادات خطرے میں پڑ گئے تھے اور عالمِ اسلام میں ان کی منافقت بے نقاب ہوتی نظر آ رہی تھی ـــــ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا یہ فرزند اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کتاب و سنت کے نفاذ کی ہر مخالف قوت کو پسپا کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ وفورِ انبساط سے دل بلیوں اچھل رہے تھے کہ منزل قریب سے قریب تر آ رہی تھی ـــــ کوئی سیاسی و مذہبی جماعت آپؒ کی جمعیت کو نظر انداز کرنے کی سکت اپنے اندر نہ پاتی تھی ـــــ جو شخص تنِ تنہا چلا تھا، لاکھوں افراد اس کے دست و بازو بن چکے تھے۔ اور وہ قرآن و حدیث کا پرچم تھامے ان کی قیادت کرتا ہوا اپنی منزل کی جانب بڑی تیزی سے رواں دواں تھا ـــــ آج کوئی شخص اگر " یہ صدی اہل حدیث کی صدی ہے " کہتا ہے تو ہم اسے جذباتی نعرہ قرار دیتے ہیں مگر آج سے تین سال قبل یہی جذباتی نعرہ ایک حقیقت کا روپ دھارتے ہوئے نظر آ رہا تھا ـــــ آج خود کو کمزور سمجھنے والا اہل حدیث تین سال قبل اپنے اندر ایک برقی قوت محسوس کر رہا تھا ـــــ آج کا مایوس فرد تین سال قبل فرحاں و شاداں نظر آ رہا تھا ـــــ آج کی پراگندگی تین سال قبل اتحاد و جمعیت تھی ـــــ آج جو اہل حدیث

فردِ محکوم و بے بس نظر آرہا ہے تین سال قبل وہ قیادت و سیادت اور حکمرانی و جہانبانی کی آس لگائے بیٹھا تھا۔

نظمِ جماعت ہو کہ سیاستِ جماعت، تبلیغی محاذ ہو کہ علمی محاذ، مالی نظام ہو کہ رابطے کا نظام، علامہ شہیدؒ کی جہود و مساعی کی کوئی نظیر اور مثال نہیں ملتی۔ وہ جماعت جو مرکزیت سے نا آشنا تھی کچھ ہی عرصے میں بڑے بڑے مراکز کی مالک بن چکی تھی۔ وہ جماعت جس کے نوجوان اپنی صلاحیتوں کو کھپانے کے لیے اغیار کا سہارا ڈھونڈتے تھے وہ جماعت تھوڑے سے عرصے میں ایک فعال و متحرک فورس کی مالک بن چکی تھی —— وہ جماعت جو جماعتی نظم سے نا آشنا تھی بڑی بڑی منظم جماعتوں کو نیچا دکھا رہی تھی —— وہ جماعت جو شاہ شہیدؒ اور غزنویؒ و سلفیؒ کے بعد شان و شوکت سے محروم ہو چکی تھی پھر سے اسی رعب و دبدبے اور شوکت و سطوت کے ساتھ آفاقِ عالم پہ نمودار ہو چکی تھی —— وہ جماعت جس کا کوئی سیاسی وجود نہ تھا بڑی بڑی سیاسی قوتوں کو پیچھے چھوڑ چکی تھی۔

آپؒ کی شخصیت سحر کی وڈائنامک تھی، آپ زبانی دعووں کی بجائے عمل و حرکت پر یقین رکھتے تھے —— بیرونِ ملک جاتے تو اس کے اثرات چھوڑ کر آتے —— لوگوں کی نگاہوں کو متوجہ کر کے آتے۔ اپنوں کو حوصلہ دے کے اور مخالفین کو پسپا کر کے آتے —— بیرونِ ملک کے باشندوں کو مسلک اہل حدیث اور اپنی تنظیم کی قوت سے آگاہ کر کے آتے —— وہاں اپنا تنظیمی وجود منوا کر آتے —— اپنے روابط کو مزید مستحکم کر کے آتے۔ آپؒ کل بھی اہل حدیث کی پہچان تھے اور آج بھی اہلحدیث کی پہچان ہیں —— آج بھی آپ کی شخصیت کا حوالہ دیے بغیر کئی ممالک و مقامات میں کوئی اپنے آپ کی پہچان نہیں کروا سکتا —— آج ہر متبع کتاب و سنت آپؒ کے دور کو تاریخ اہل حدیث کا زریں ترین دور قرار دیتا ہے۔

مایوسی و قنوطیت کے منڈھلاتے ہوئے سایوں کو دور بھگانے اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے علامہ شہیدؒ کے علم، ان کی جرأت، ان کی بصیرت، ان کی فکر، ان کے نہج اور ان کے اسلوب کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے —— نئی نسل اگر آپؒ کی شخصیت کا مطالعہ کر کے اپنے اندر وہ خصائل و اوصاف پیدا